فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاویٰ یسئلونک

آپ کے مسائل کا شرعی حل

رئیس دار الافتاء حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب

جمعۃ المبارک 16 رمضان المبارک 1444 07 اپریل 2023

خصوصی شمارہ رمضان
بابت مسائل اعتکاف

اس شمارے میں شامل فتاویٰ جات

- معتکف کا حالت جنابت میں مسجد میں ٹھہرنا
- غیر ضروری بالوں کی صفائی کے لیے غسل خانے جانا
- دوران اعتکاف سوشل میڈیا کا استعمال
- دوران اعتکاف خرید وفروخت
- معتکف کا کھانا لینے جانا اور مجبوری کی وجہ سے باہر انتظار کرنا
- مسجد کی حدود میں وضو کی سہولت موجود ہونے کے باوجود معتکف کا مسجد سے باہر وضو کے لیے جانا
- مسجد کی صفائی کے وقت معتکفین کا نہانا
- مسجد میں عارضی غسل خانہ بنانے کا حکم
- معتکف کا وضو خانے میں وضو کے علاوہ دیگر کام کرنا
- معتکف کے لیے کپڑے تبدیل کرنے کا حکم
- قضائے حاجت کے لیے مسجد سے باہر انتظار کرنا
- خاتون کا دورانِ اعتکاف کمرے کی صفائی کرنا

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہہ جمع کروائیں۔
- ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

زیر اہتمام: فقہ اکیڈمی کراچی

C-335، بلاک-1، گلستان جوہر، بالمقابل جامعہ کراچی، یونیورسٹی روڈ، کراچی، پاکستان۔

معتکف کا حالت جنابت میں مسجد میں ٹھہرنا

سوال: اگر معتکف پر غسل فرض ہوجائے اور غسل خانہ فارغ نہ ہو تو معتکف کو مسجد میں رہ کر غسل خانہ فارغ ہونے کا انتظار کرنا چاہیے یا مسجد کی حدود سے باہر غسل خانے کے آگے کھڑا ہو کر انتظار کرنا چاہیے؟

جواب: اگر معتکف پر غسل فرض ہوجائے اور غسل خانہ فارغ نہ ہو تو ایسی صورت میں جلدی سے مسنون طریقہ کے مطابق تیمم کرلے، پھر مسجد میں نہ ٹھہرے، مسجد کی حدود سے باہر غسل خانہ خالی ہونے کا انتظار کرے۔ (مستفاد من ''احسن الفتاوی'' ۴/۵۱۱، عنوان: بیت الخلاء خالی ہونے کا انتظار کرنا)

ولو أجنب فيه تيمم وخرج من ساعته إن لم يقدر على استعمال الماء وكذا لو دخله وهو جنب ناسيا ثم ذكر وإن خرج مسرعا من غير تيمم جاز وإن لم يقدر على الخروج تيمم ولبث فيه ولا يجوز لبثه بدونه إلا أنه لا يصلي ولا يقرأ كما في السراج (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح (ص: ١٤٤)

ولو احتلم في المسجد وأمكنه الخروج من ساعته يخرج ويغتسل، وقيل يتيمم ويخرج وإن لم يمكنه الخروج بأن كان في وسط الليل فيستحب له التيمم حتى لا يبقى جنبا. (البناية شرح الهداية (١/ ٣٣٢)

غیر ضروری بالوں کی صفائی کے لیے غسل خانے جانا

سوال: معتکف جسم کے غیر ضروری بالوں کی صفائی کے لیے مسجد کے بیت الخلاء یا غسل خانے میں جا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر چلا گیا تو اس کا اعتکاف باقی رہے گا یا نہیں؟

جواب: اعتکاف کے دوران حاجت طبعی جیسے پیشاب، پاخانہ، غسل جنابت یا حاجت شرعی جیسے نماز جمعہ کے لیے مسجد سے نکلنے کی اجازت ہے یہ اعذار چونکہ لازما پیش آتے ہیں اس لیے ان اعذار کی وجہ سے مسجد سے نکلنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا ان کے علاوہ کوئی بھی عذر ہو اس کے لیے اگر معتکف مسجد سے باہر نکلا چاہے جان بوجھ کر ہو یا بھول کر بہر صورت اعتکاف فاسد ہوجائے گا۔ جیسے بیماری کی صورت میں علاج کے لیے نکلنا یا جنازے کی نماز کے لیے نکلنا وغیرہ۔

لہذا صورت مسئولہ میں غیر ضروری بالوں کی صفائی کوئی ایسا عذر نہیں کہ جو اعتکاف کے دوران پیش آئے بلکہ اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے ہی اس عذر کو دور کرنا ممکن ہے اس لیے غیر ضروری بالوں کی صفائی کے لیے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں اس سے اعتکاف فاسد ہوجائے گا۔ لیکن اگر بالوں کی صفائی کیے ہوئے چالیس دن گزر چکے ہیں تو چونکہ چالیس دن گزرنے کے بعد غیر ضروری بالوں کی صفائی نہ کرنا مکروہ تحریمی یعنی گناہ کا کام ہے اس لیے فوری طور پر ان بالوں کی صفائی ضروری ہے۔ لہذا ایسی صورت میں معتکف پر لازم ہے کہ وہ غیر ضروری بالوں کی صفائی کے لیے مسجد سے باہر نکلے اور اس عذر کی بنا پر مسجد سے نکلنے سے اس کا اعتکاف فاسد ہوجائے گا اور ایک دن کے اعتکاف کی قضا لازم ہوگی۔

« ولا يخرج من المسجد إلا لحاجة الإنسان أو الجمعة » أما الحاجة فلحديث عائشة رضي الله عنها كان النبي عليه الصلاة والسلام لا يخرج من معتكفه إلا لحاجة الإنسان ولأنه معلوم وقوعها ولا بد من الخروج في تقضيتها فيصير الخروج لها مستثنى ولا يمكث بعد فراغه من الطهور لأن ما ثبت بالضرورة يتقدر بقدرها .(الهداية في شرح بداية المبتدي (١/ ١٢٩)

ولأن الاعتكاف تقرب إلى الله تعالى بترك المعاصي، وترك الجمعة معصية، فينافيه ويخرج قدر ما يمكنه أداء السنة قبلها. وقيل: قدر ست ركعات، يعني تحية المسجد أيضا، ويصلي معلوم وقوعها فكانت مستثناة. وعلى هذا إذا خرج لإنقاذ غريق أو حريق أو جهاد عم نفيره يفسد ولا يأثم. وهذا المعنى يفيد أيضا أنه إذا انهدم المسجد نخرج إلى آخر يفسد لأنه ليس غالب الوقوع، ونص على فساده بذلك قاضي خان

وغيره.وتفرق أهله وانقطاع الجماعة منه مثل ذلك. ونص الحاكم أبو الفضل فقال في الكافي: وأما في قول أبي حنيفة فاعتكافه فاسد إذا خرج ساعة لغير غائط أو بول أو جمعة فالظاهر أن العذر الذي لا يغلب مسقط للإثم لا للبطلان وإلا لكان النسيان أولى بعدم الإفساد لأنه عذر ثبت شرعا اعتبار الصحة معه في بعض الأحكام۔(فتح القدير للكمال ابن الهمام (٢/ ٣٩٦)

الأفضل أن يقلم أظفاره ويحفي شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه بالاغتسال في كل أسبوع مرة فإن لم يفعل ففي كل خمسة عشر يوما ولا يعذر في تركه وراء الأربعين فالأسبوع هو الأفضل والخمسة عشر الأوسط والأربعون الأبعد ولا عذر فيما وراء الأربعين ويستحق الوعيد كذا في القنية.(الفتاوى الهندية (٥/ ٣٥٧)

تركه وراء الأربعين (قوله وكره تركه) أي تحريما لقول المجتبى ولا عذر فيما وراء الأربعين ويستحق الوعيد اهـ وفي أبي السعود عن شرح المشارق لابن ملك روى مسلم عن أنس بن مالك «وقت لنا في تقليم الأظفار وقص الشارب ونتف الإبط أن لا نترك أكثر من أربعين ليلة» وهو من المقدرات التي ليس للرأي فيها مدخل فيكون كالمرفوع اهـ.(الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٦/ ٤٠٧)

دورانِ اعتکاف سوشل میڈیا کا استعمال

سوال:معتکف کا دورانِ اعتکاف فیس بک، واٹس ایپ اور یوٹیوب استعمال کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ رہنمائی فرمادیں۔

جواب:معتکف کا اصل مقصد مسجد میں محصور ہو کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا اور دنیاوی امور سے یکسو ہو کر اللہ سے لو لگانا ہے، جبکہ موبائل کا استعمال اس مقصد کے حصول میں رکاوٹ ہے، پھر اس میں فیس بک، واٹس ایپ اور یوٹیوب وغیرہ کا استعمال بالکل زہر قاتل اور مقصد سے محرومی کا ذریعہ ہے، لہٰذا معتکفین کے لیے دورانِ اعتکاف فیس بک، واٹس ایپ اور یوٹیوب وغیرہ کے استعمال سے احتراز شرعاً لازم ہے۔ بالخصوص جبکہ اس میں ایک ناجائز عمل (جاندار کی تصاویر مسجد میں دیکھنا وغیرہ) کا ارتکاب بھی شامل ہو۔

وفي الاعتكاف تفريغ القلب عن أمور الدنيا وتسليم النفس إلى بارئها والتحصن بحصن حصين وملازمة بيت الله تعالى (قال) عطاء مثل المعتكف كمثل رجل له حاجة إلى عظيم فيجلس على بابه، ويقول: لا أبرح حتى تقضي حاجتي والمعتكف يجلس في بيت الله تعالى، ويقول: لا أبرح حتى يغفر لي فهو أشرف الأعمال إذا كان عن إخلاص (المبسوط للسرخسي (٣/ ١١٥)

دورانِ اعتکاف خرید و فروخت

سوال:معتکف دورانِ اعتکاف مسجد کے اندر کسی نمازی یا دوسرے معتکف کے ساتھ کاروباری معاملہ یا سودا کر سکتا ہے؟

جواب:معتکف کو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضرورت کے لیے کوئی چیز خریدنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ خریدا جانے والا سامان مسجد میں نہ لایا جائے۔ لیکن تجارتی معاہدہ کرنا، تجارت کی نیت سے سامان خریدنا چونکہ مسجد کو حقوق العباد کے ساتھ مشغول کرنا ہے اس لیے دورانِ اعتکاف تجارت کی نیت سے خرید و فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

(وخص) المعتكف (بأكل وشرب ونوم وعقد احتاج إليه) لنفسه أو عياله فلو لتجارة كره.....(وكره) أي تحريما لأنها محل إطلاقهم بحر (إحضار مبيع فيه) كما كره فيه مبايعة غير المعتكف مطلقا للنهي (قوله فلو لتجارة كره) أي وإن لم يحضر السلعة واختاره قاضي خان ورجحه الزيلعي لأنه منقطع إلى الله تعالى فلا ينبغي له أن يشتغل بأمور الدنيا بحر .....(قوله إحضار مبيع فيه) لأن المسجد محرز عن حقوق العباد، وفيه شغله بها ودل تعليلهم أن المبيع لو لم يشغل البقعة لا يكره إحضاره كدراهم يسيرة أو كتاب ونحوه بحر لكن مقتضى التعليل الأول الكراهة وإن لم يشتغل نهر.

قلت: التعليل واحد ومعناه أنه محرز عن شغله بحقوق العباد، وقولهم وفيه شغله بها نتيجة التعليل ولذا أبدله في المعراج بقوله: فيكره شغله بها فافهم. (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٢/ ٤٤٨)

ولا بأس للمعتكف أن يبيع ويشتري ويتزوج ويراجع ويلبس ويتطيب ويدهن ويأكل ويشرب بعد غروب الشمس إلى طلوع الفجر ويتحدث ما بدا له بعد أن لا يكون صائما وينام في المسجد.

والمراد من البيع والشراء هو كلام الإيجاب والقبول من غير نقل الأمتعة إلى المسجد، لأن ذلك ممنوع عنه لأجل المسجد لما فيه من اتخاذ المسجد متجرا لا لأجل الاعتكاف. (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (٢/ ١١٦)

معتکف کا کھانا لینے جانا اور مجبوری کی وجہ سے باہر انتظار کرنا

سوال: اگر معتکف کے لیے سحری وافطاری لانے والا کوئی اور نہ ہو تو معتکف خود جاکر اپنے لیے سحری وافطاری لا سکتا ہے یا نہیں؟ نیز جب وہ ہوٹل جاتا ہے تو وہاں لمبی لائن لگی ہوتی ہے اور اس کو بھی لائن میں لگ کر انتظار کرنا پڑتا ہے، تو کیا معتکف انتظار کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر معتکف کے لیے مسجد میں کھانے کا انتظام نہ ہو، اور گھر/بازار سے کھانا منگوانے کی بھی کوئی صورت ممکن نہ ہو، نہ ہی آن لائن سروسز کے ذریعہ کھانا منگوایا جاسکے تو ضرورت کے وقت معتکف کے لیے خود بازار سے کھانا لانا، جائز ہے، اگر گھر قریب ہو تو گھر سے کھانا لے کر آنا بھی جائز ہے، اور گھر میں بیٹھ کر کھانا بھی جائز ہے، البتہ کھانا کھانے کے علاوہ اور کوئی کام کرنا، یا کسی اور غیر ضروری دنیاوی حاجت کے لیے گھر یا کسی دکان پہ رُکنا درست نہیں، بلا تاخیر واپس مسجد لوٹ آنا لازم ہے۔ نیز کوشش کرے کہ بازار سے کھانا لینے جائے تو ایسے وقت میں جائے جب رش نہ ہو، تاکہ انتظار کے لیے نہ رُکنا پڑے۔ ممکن ہو تو ہوٹل والے کو پہلے سے بتا دے، تاکہ وہ اس کو جلد فارغ کردے، تاہم پھر بھی اگر ہوٹل پہ رش ہو اور لائن لگی ہوئی ہو تو اپنی باری کا انتظار کرسکتا ہے، اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔

"وأما الأكل والشرب والنوم فيكون في معتكفه، لأنه يمكنه قضاء هذه الحاجة في المسجد، فلا ضرورة في الخروج، كذا في الهداية". (الفتاوى الهندية: ١/٢١٣)

"(قوله: وأكله وشربه ونومه ومبايعته فيه) يعني يفعل المعتكف هذه الأشياء في المسجد، فإن خرج لأجلها بطل اعتكافه، لأنه لا ضرورة إلى الخروج حيث جازت فيه، وفي الفتاوى الظهيرية: وقيل: يخرج بعد الغروب للأكل والشرب. اهـ. وينبغي حمله على ما إذا لم يجد من يأتي له به، فحينئذ يكون من الحوائج الضرورية كالبول والغائط" (البحر الرائق: ٢/٣٢٤)

مسجد کی حدود میں وضو کی سہولت موجود ہونے کے باوجود معتکف کا مسجد سے باہر وضو کے لیے جانا

سوال: مسجد کی انتظامیہ نے معتکفین کی سہولت کے پیش نظر مسجد شرعی کی حدود میں واش بیسن لگوائے ہیں تاکہ وہاں وضو کیا جاسکے اور برتن وغیرہ دھولیے جائیں، جبکہ مسجد کا وضو خانہ مسجد کی حدود سے باہر ہے، سوال یہ ہے کہ واش بیسن پر رش ہونے کی وجہ سے معتکفین حضرات وضو کرنے کے لئے وضو خانہ جاسکتے ہیں یا نہیں؟ نیز اگر واش بیسن پر رش نہ بھی ہو تب بھی اس صورت میں معتکفین کا وضو کرنے کے لئے واش بیسن کے بجائے وضو خانے جانے کا شرعاً کیا حکم ہوگا؟

جواب: اگر مسجد کی حدود کے اندر معتکفین کی سہولت کے لیے واش بیسن لگائے گئے ہیں تو معتکفین کے لیے وضو کے علاوہ دیگر ضروریات (ہاتھ یا برتن وغیرہ دھونے) کی خاطر مسجد سے باہر جانا جائز نہیں۔ اگر واش بیسن سے وضو کرنا ممکن ہو تو وضو کرنے کے لیے عام وضو خانے جانا جائز نہیں۔ اگر واش بیسن پہ رش ہو تب بھی انتظار سے بچنے کے لیے وضو خانے جانا جائز نہیں۔

ہاں اگر کبھی رش زیادہ ہو جائے، جس کی وجہ سے انتظار کرنے والے کچھ معتکفین کی جماعت رہ جانے کا خدشہ ہو تو جن معتکفین کی جماعت رہ جانے کا خدشہ ہو اور وہ پہلے سے باوضو بھی نہ ہو، اُن کے لیے عام وضو

خانے جاکر وضو کرنا جائز ہے، تاکہ ان کی جماعت فوت نہ ہو، تاہم معتکفین اس بات کی کوشش کریں کہ حتی الامکان جلدی وضو کرلیں ،تاکہ عین جماعت کے وقت رش کی یہ صورت پیش ہی نہ آئے اور انہیں باہر جانے کی ضرورت نہ پڑے۔

"(وحرم عليه) أي على المعتكف اعتكافاً واجباً (الخروج إلا لحاجة الإنسان) طبيعية، كبول وغائط وغسل لو احتلم، ولا يمكنه الاغتسال في المسجد، كذا في النهر، فلو أمكنه من غير أن يتلوث المسجد فلا بأس به، بدائع۔ أي بأن كان فيه بركة ماء أو موضع معد للطهارة ، أو اغتسل في إناء بحيث لا يصيب المسجد الماء المستعمل، قال في البدائع: فإن كان بحيث يتلوث بالماء المستعمل يمنع منه؛ لأن تنظيف المسجد واجب اهـ، والتقييد بعدم الإمكان يفيد أنه لو أمكن ۔كما قلنا۔ فيخرج أنه يفسد" (الدر المختار مع رد المحتار:٢/٤٤٥)

"قال في النهر والفتح، وأما أفضل الاعتكاف ففي المسجد الحرام ثم في مسجده - صلى الله عليه وسلم - ثم في المسجد الأقصى، ثم في الجامع، قيل: إذا كان يصلى فيه بجماعة، فإن لم يكن ففي مسجده أفضل؛لئلا يحتاج إلى الخروج" (الدر المختار مع رد المحتار:٢/٤٤٢)

"ولأن الجمعة لما كانت فرضا حقا لله تعالى عليه والاعتكاف قربة ليست هي عليه، فمتى أوجبه على نفسه بالنذر؛ لم يصح نذره في إبطال ما هو حق الله تعالى عليه؛ بل كان نذره عدماً في إبطال هذا الحق،ولأن الاعتكاف دون الجمعة فلا يؤذن بترك الجمعة لأجله" (بدائع الصنائع:٢/١١٤)

"معتکف کو ضرورت کی وجہ سے خروج عن المسجد جائز ہے، خواہ وہ ضرورت طبعی ہو یا دینی، اور ادراک جماعت، مثل ادراک جمعہ ضرورتِ دینیہ سے ہے، اس لیے خروج جائز ہے۔" (امداد الفتاوی:۱۸۲/۲)

مسجد کی صفائی کے وقت معتکفین کا نہانا

سوال: مسجد کے خادمین مسجد کا فرش روزانہ یا دوسرے تیسرے دن دھوتے ہیں تو جس وقت خادمین مسجد کا فرش دھو رہے ہوتے ہیں، اس وقت معتکفین کپڑوں سمیت مسجد کے اندر نہا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اگر معتکفین مسجد شرعی کی حدود میں بغیر کسی ٹب/برتن کے اس طرح نہائیں کہ غسل کا پانی مسجد کے فرش پر گر رہا ہو تو غسل یا وضو کا پانی مسجد کے فرش پر گرانا مسجد کی پاکیزگی اور احترام کے خلاف ہے، اس لیے اس طرح نہانا مکروہ ہے۔ہاں اگر اس بات کا اہتمام ہو کہ غسل کا پانی کسی ٹب وغیرہ میں گرے، مسجد کے فرش پر بالکل نہ گرے تو اس طرح نہانا جائز ہے۔

"ويكره الوضوء إلا فيما أعد لذلك (قوله والوضوء) لأن ماءه مستقذر طبعا ،فيجب تنزيه المسجد عنه، كما يجب تنزيهه عن المخاط والبلغم ،بدائع" (الدر المختار مع رد المحتار،فروع افضل المساجد:١/٦٦٠)

(وهو طاهر) ولو من جنب، وهو الظاهر، لكن يكره شربه والعجن به تنزيها للاستقذار، (قوله: لكن إلخ) دفع لما قد يتوهم من عدم كراهة شربه على رواية الطهارة، ومثل الشرب،التوضؤ في المسجد من غير ما أعد له. وفي البحر عن الخانية: لو توضأ في إناء في المسجد جاز عندهم".(الدر المختار مع رد المحتار،الماء المستعمل:١/٢٠١)

مسجد میں عارضی غسل خانہ بنانے کا حکم

سوال: انتظامیہ کا مسجد شرعی کی حدود میں عارضی طور پر قابل انتقال/عارضی غسل خانے /portable bath room بنانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ یہ غسل خانہ بنانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ معتکفین حضرات اس میں غسل جمعہ، غسل واجب اور ٹھنڈک کے لیے غسل کرسکیں۔ رہنمائی کی درخواست ہے۔

جواب: مسجد شرعی کی حدود میں معتکفین کے وضو/غسل کے لیے عارضی غسل خانے بنانا/رکھنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس کا پانی مسجد سے باہر گرے، مسجد میں بالکل نہ گرے، نیز انہیں ایسی جگہ پر بنایا جائے جہاں آنے والے نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔ ان عارضی غسل خانوں کا استعمال صرف معتکفین کریں۔ غیر معتکف کے لیے ضرورت کے موقع پر ان میں وضو یا غسل کرنا جائز ہے، لیکن بلا ضرورت ان کے استعمال کی عادت بنالینا مناسب نہیں، اس لیے بہتر یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو ایام اعتکاف کے بعد ان کو مسجد کی حدود سے باہر منتقل کر دیا جائے۔

"(إلا لحاجة الإنسان) طبيعية، كبول وغائط وغسل لو احتلم، (قوله وغسل) عده من الطبيعية.. الأولى تفسيرها بالطهارة ومقدماتها، ليدخل الاستنجاء والوضوء والغسل، لمشاركتها لهما في الاحتياج وعدم الجواز في المسجد اھ فافهم.. ولا يمكنه الاغتسال في المسجد كذا في النهر، فلو أمكنه من غير أن يتلوث المسجد فلا بأس به ،بدائع، أي بأن كان فيه بركة ماء، أو موضع معد للطهارة ،أو اغتسل في إناء بحيث لا يصيب المسجد الماء المستعمل، قال في البدائع: فإن كان بحيث يتلوث بالماء المستعمل يمنع منه، لأن تنظيف المسجد واجب اھ" (الدر المختار مع رد المحتار، باب الاعتكاف:٢/٤٤٩)

ويكره الإعطاء .. والوضوء الافيما أعد لذلك (قوله والوضوء) لأن ماءه مستقذر طبعا فيجب تنزيه المسجد عنه، كما يجب تنزيهه عن المخاط والبلغم، بدائع" (الدر المختار مع رد المحتار، باب افضل المساجد :١/٦٦٠)

معتکف کا وضو خانے میں وضو کے علاوہ دیگر کام کرنا

سوال: (۱) معتکف نماز کے وضو کے لیے وضو خانے جائے اور اس دوران صابن سے ہاتھ، یا سر دھولے، یا ٹوتھ پیسٹ کر لے یا مسواک کر لے یا اسی طرح منجن استعمال کر لے، تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ (۲) اسی طرح معتکف کا وضو کی نیت سے بلغم یا تھوک تھوکنے، یا کلی کرنے (۳) یا استنجاء کے بعد ہاتھ دھونے کے لیے وضو خانے میں جانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: (۱) اگر معتکف وضو کرنے کے لیے وضو خانے جائے اور دورانِ وضو جلدی جلدی مسواک، ٹوتھ پیسٹ/منجن وغیرہ سے دانت صاف کر لے، یا ہاتھ منہ صابن سے دھولے تو اس کی گنجائش ہے، البتہ صابن سے سَر دھونا چونکہ ضرورت سے زائد ہے، اس لیے دورانِ وضو یا وضو کے بعد بھی جائز نہیں۔ نیز وضو سے فارغ ہونے کے بعد ان کاموں میں سے کسی کام کے لیے مزید نہ ٹھہرے، ورنہ اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(۲) معتکف کے لیے کسی طبعی یا شرعی ضرورت کے بغیر حدودِ مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں، لہذا معتکف کے لیے جائز نہیں کہ وہ محض کلی کرنے، یا بلغم تھوکنے، یا ہاتھ دھونے کے لیے وضو خانے جائے۔ اگر ہاتھ دھونے یا بلغم تھوکنے کی حاجت ہو تو مسجد کے اندر کھڑے ہو کر باہر ہاتھ دھولے یا تھوک دے یا اُگلدان رکھ لے۔

(۳) افضل یہ ہے کہ معتکف استنجا کرنے جائے تو وضو کر کے آئے، تاکہ ہر وقت باوضو رہنے کی فضیلت حاصل ہو، تاہم اگر استنجا کے بعد صرف ہاتھ دھونے وضو خانے چلا گیا تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

یہ تفصیل اس صورت میں ہے کہ مسجد کی حدود میں معتکفین کے لیے وضو کی جگہ نہ بنی ہوئی ہو۔ اگر مسجد کی حدود میں معتکفین کے لیے وضو کی جگہ بنی ہوئی ہو تو معتکف پر لازم ہے کہ وضو، مسواک، ہاتھ دھونا وغیرہ جیسی دیگر ضروریات اسی جگہ پوری کرے، وضو خانے نہ جائے، ایسی صورت میں وضو کرنے کے لیے بھی وضو خانے چلا گیا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

"(وحرم عليه) أي على المعتكف اعتكافاً واجباً (الخروج إلا لحاجة الإنسان) طبيعية، كبول وغائط وغسل لو احتلم، ولا يمكنه الاغتسال في المسجد، كذا في النهر، فلو أمكنه من غير أن يتلوث المسجد فلا بأس به، بدائع. أي بأن كان فيه بركة ماء أو موضع معد للطهارة ، أو اغتسل في إناء بحيث لا يصيب المسجد الماء المستعمل، قال في البدائع: فإن كان بحيث يتلوث

بالماء المستعمل يمنع منه؛ لأن تنظيف المسجد واجب اهـ، والتقييد بعدم الإمكان يفيد أنه لو أمكن ـ كما قلنا ـ فيخرج أنه يفسد" (الدر المختار مع رد المحتار:٢/٤٤٥)

«أو حاجة طبيعية» أي يدعو إليها طبع الإنسان، ولو ذهب بعد أن خرج إليها لعيادة مريض أو صلاة جنازة من غير أن يكون لذلك قصدا جاز بخلاف ما إذا خرج لحاجة الإنسان ومكث بعد فراغه فإنه ينتقض اعتكافه عند الإمام، بحر». (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ،ص: ٧٠٢)

"ولا يجوز أن يخرج لغسل يده، لأن من ذلك بداً". (الفقه الاسلامی وادلته،القسم الاول،الباب الثالث فی الصیام و الاعتکاف:٣/١٧٧١)

معتکف کے لیے کپڑے تبدیل کرنے کا حکم

سوال: اگر کوئی معتکف قضائے حاجت کی غرض سے بیت الخلاء جائے اور اس دوران کپڑے بھی تبدیل کر لے، تو معتکف کے لیے اس طرح مسجد سے باہر کپڑے تبدیل کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر کسی نے اس طرح قضائے حاجت کے لیے جا کر کپڑے تبدیل کر لیے تو کیا اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا؟ اگر اعتکاف ٹوٹ جائے گا تو اس کی قضاء کا طریقہ کیا ہوگا؟

جواب: واضح رہے کہ معتکف کا بلاضرورت مسجد سے باہر نکلنا مفسد اعتکاف ہے، البتہ کسی ایسے امر کے لیے باہر نکلنا جائز ہے، جس کے بغیر شرعاً یا طبعاً کوئی چارۂ کار نہ ہو، مثلاً پیشاب، پاخانہ، وضو، غسل واجب اور نماز جمعہ وغیرہ۔ لہذا قضائے حاجت کے دوران معتکف کے لیے کپڑے تبدیل کرنا درست نہیں۔ اس سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا، مسجد کی حدود کے اندر ہی کپڑے تبدیل کر لیے جائیں، یا قمیص اتار کر شلوار اپنے ساتھ لے جائیں اور وہاں شلوار تبدیل کر لیں اور قمیص مسجد کے اندر پہنیں۔

(وحرم عليه) أي على (المعتكف ..... (الخروج إلا لحاجة الإنسان) طبيعية كبول وغائط وغسل لو احتلم ولا يمكنه الاغتسال في المسجد كذا في النهر الدر المختار - (٢ / ٤٤٤)

قوله (الخروج) أي من معتكفه ولو مسجد البيت في حق المرأة قوله (إلا لحاجة الإنسان الخ) ولا يمكث بعد فراغه من الطهور(حاشية ابن عابدين - (٢ / ٤٤٥)

قضائے حاجت کے لیے مسجد سے باہر انتظار کرنا

سوال: معتکف کو بیت الخلاء جانے کی شدید حاجت ہو اور بیت الخلاؤں کے باہر لوگوں کا رش ہو، تو اس صورت میں معتکف بیت الخلاء کے باہر اپنے باری آنے تک انتظار کر سکتا ہے؟

جواب: معتکف کو بیت الخلاء جانے کی شدید حاجت ہو اور بیت الخلاؤں کے باہر لوگوں کا رش ہو، تو بھیڑ کی وجہ سے معتکف بیت الخلاء کے باہر اپنے باری آنے تک انتظار کر سکتا ہے۔ اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔

قوله: (ولا يخرج منه إلا لحاجة شرعية كالجمعة أو طبيعية كالبول والغائط) أي لا يخرج المعتكف اعتكافا واجبا من مسجده إلا لضرورة مطلقة لحديث عائشة: كان عليه السلام لا يخرج من معتكفه إلا لحاجة الانسان ولانه معلوم وقوعها، ولا بد من الخروج في بعضها فيصير الخروج لها مستثنى، ولا يمكث بعد فراغه من الطهور لان ما ثبت بالضرورة يتقدر بقدرها، (البحر الرائق شرح كنز الدقائق - ط العلمية (٢/ ٥٢٧)

خاتون کا دورانِ اعتکاف کمرے کی صفائی کرنا

سوال: اگر ایک خاتون گھر کے کسی کمرے میں اعتکاف کر رہی ہو، تو کیا وہ خاتون حالتِ اعتکاف میں اُس پورے کمرے کی صفائی کر سکتی ہے؟ رہنمائی فرمادیں۔

جواب: عورت کے لیے اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا افضل ہے۔ گھر کی مسجد سے وہ جگہ مراد ہے جو جگہ گھر میں نماز، ذکر و عبادت کے لیے مخصوص ہو۔ اگر گھر میں کوئی ایسی جگہ متعین نہیں تو گھر کے کسی کونے میں بستر لگا کر ایک جگہ متعین کر لے پھر وہ جگہ عورت کے لیے اسی طرح ہوگی جس طرح مرد کے لیے مسجد ہوتی ہے، بلاضرورت اس جگہ سے باہر نکلنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ لہذا صورتِ مسئولہ میں اگر عورت نے پورے کمرے میں

کوئی ایک کونہ اپنے اعتکاف کے لیے مختص کیا ہے تو اس کے لیے اس پورے کمرے کی صفائی کرنا جائز نہیں۔ لیکن اگر کمرہ چھوٹا ہے کہ اعتکاف کی جگہ متعین کرنے کے بعد بہت تھوڑی جگہ باقی رہتی ہے تو پورے کمرے میں اعتکاف کی نیت کرنا بھی درست ہے اور ایسی صورت میں اس کمرے کی صفائی کرنا جائز ہے۔ لیکن اگر کوئی بڑا کمرہ ہو اس میں اعتکاف کے لیے کوئی خاص جگہ متعین کرنے کے بجائے پورے کمرے کو اعتکاف کی نیت سے مسجد بنالیا تو یہ درست نہیں کیونکہ عورت کے لیے اعتکاف کی جگہ وہی ہے جو اس کی نماز، عبادت اور آرام کے لیے کافی ہو۔ اسی طرح اگر گھر کی مختلف خواتین مل کر کسی ہال نما بڑے کمرے میں اعتکاف کریں تو ان میں سے ہر ایک نے جس کونے میں اعتکاف کی نیت کی، وہی اس کی مسجد ہو گی اس سے باہر نکلنا اس کے لیے جائز نہیں ہو گا۔ لہذا بڑے کمرے میں اعتکاف کرنے کی صورت میں اعتکاف کی جگہ سے باہر نکلنا اور کمرے کے دیگر حصوں کی صفائی کرنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

والمرأة تعتكف في مسجد بيتها إذا اعتكفت في مسجد بيتها فتلك البقعة في حقها كمسجد الجماعة في حق الرجل لا تخرج منه إلا لحاجة الإنسان كذا في شرح المبسوط للإمام السرخسي۔۔۔۔ولو لم يكن في بيتها مسجد تجعل موضعا منه مسجدا فتعتكف فيه كذا في الزاهدي.(الفتاوى الهندية (١/ ٢١١)

وقداختلف الفقهاء فى موضع اعتكاف النساء،فقال أبو حنيفة وأبو يوسف ومحمد وزفر:لا تعتكف المرأة إلا فى مسجد بيتها، ولا تعتكف فى مسجد جماعة، وقال مالك:تعتكف المرأة فى مسجد الجماعة ولا يعجبه أن تعتكف فى مسجد بيتها، وقال الشافعى:"العبد والمرأة والمسافر يعتكفون حيث شاء وا، لأنه لا جمعة عليهم"۔قال أبو بكر: روى عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال :"لا تمنعوا إماء الله مساجد الله ، وبيوتهن خير لهن"فأخبر أن بيتها خير لها، ولم يفرق بين حالها فى الاعتكاف وفى الصلاة، ولما جاز للمرأة الاعتكاف باتفاق الفقهاء وجب أن يكون ذلک فى بيتها لقوله عليه السلام :"وبيوتهن خير لهن"،فلو كانت ممن يباح لها الاعتكاف فى المسجد لكان اعتكافها فى المسجد أفضل ولم يكن بيوتهن خيرا لهن؛ لأن الاعتكاف شرطه الكون فى المساجد لمن يباح له الاعتكاف فيه الخ (أحكام القرآن للجصاص، ١:٣٠٣،سورة البقرة،رقم الآية:١٨٧، ط دار إحياء التراث العربي بيروت)۔

﴿ختم شد﴾